السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

منکرین حدیث کی مساعی

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

منکرین حدیث کی مساعی

قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلَىٰ شَاكِلَتِهِ فَرَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ أَهْدَىٰ سَبِيلًا سورة الإسراء ٨٤ منکرین قرآن پر توان لوگوں کی طرف سے حملے اور دن رات موشگافیاں ہوتی ہیں جو اسلام سے باہر ہیں مگر حدیث شریف کو یہ مزیت حاصل ہے کہ اس (کے منکر وہ لوگ ہیں جو اسلام کے دائرے میں ہیں گویا حدیث بزبان سعدی کہتی ہے

ہر کس از دست غیر نالہ کند سعدی از دست خویشتن فریاد

ہندوستان میں جب سے سر سید احمد خاں مرحوم نے انکار حدیث کی آواز اٹھائی ہے اس وقت سے اس آواز نے مختلف صورتیں اختیار کی ہیں لاہور میں چکڑالوی اسی کی شاخ ہے گجرات پنجاب وغیرہ میں حنیف اسی کی فرع ہے امرت سر میں امت مسلمہ اسی کی صورت حنیفہ ہے پانچ نمازوں والے تین نمازوں والے دو نمازوں دو رکعتوں والے ایک والے دو سجدوں والے ایک والے وغیرہ سب اسی کلی مشکک کے افراد ہیں اس مختصر سی تمہید کے بعد آج ہمارا روئے سخن ایک فاضل کے مضمون کی طرف ہے مولانا حافظ اسلم جیراج پوری حال مقیم دہلی قرول باخ نے ایک مضمون رسالہ جامعہ میں لکھا ہے جس کی سرخی ہے منکرین حدیث یہ رسالہ ہم کو نہیں پہنچا اتفاق حسنہ سے امرت سری اہل قرآن پارٹی کا رسالہ بلاغ میں وہی مضمون نقل ہوا جس پر ایڈیٹر بلاغ نے بڑی خوشی ظاہر کی واقعی بات بھی یہ ہے کہ جب کسی کو مفید مطلب کوئی چیز مل جائے تو خوشی ہوتی ہے۔ اس مضمون میں حافظ صاحب نے منکرین حدیث کی طرف سے جی کھول کر انکار حدیث پر دلائل دیئے ہیں جن سے ہمارے کان آشنا ہیں کیونکہ ہم ابھی ابھی شرعۃ الحق کے جواب سے فارغ ہوئے ہیں جو خاص اس مضمون انکار حدیث میں مستقل بسیط کتاب ہے لیکن حافظ صاحب موصوف کا اس مضمون کو بلا جواب شائع کرنا اہل قرآن کو یہ کہنے کا موقع ہے۔

کہ ہمدرد ہاتھ آیا ایک مفلسی میں

اس میں شک نہیں فاضل راقم نے اس مضمون کو بڑی قابلیت سے نبا رہا ہے   تاہم اس میں بھی شک نہیں کہ بقی خبایا فی الزوایا

مضمون کے شروع میں ہی راقم مضمون نے ایک بات ایسی لکھی ہے جو در حقیقت عدالتی طریق پر امر تنقیح طلب ہے جس کے فیصلے پر فیصلہ ہے پس ناظرین پہلے سنیں آپ نے لکھا ہے۔

جب سے حدیثوں کی تدوین شروع ہوئی اسی وقت سے اہل علم کی ایک جماعت ایسی ہوتی چلی آئی جو اس کی دینی حثیت کی منکر رہی یعنی ان کے انکار کا مطلب یہ نہیں کہ وہ حدیث کے باوجود اس کی حقیقت ہی کو مانتے یا اس کو بالکل جھوٹ جانتے ہیں بلکہ صرف یہ کہ اس کو دینی محبت تسلیم نہیں کرتے دین خالص ان کے نزدیک سوائے قرآن کریم کے اور کچھ نہیں حدیث کو صرف دینی تاریخ قرار دیتے ہیں جس سے عہد رسالت اور زمانہ صحابہ میں قرآن پر عمل کر نے کی کیفیت معلوم ہوتی ہے اور بس۔

اہلحدث

اس کی عبادت کا مطلب قانونی الفاظ میں یہ کہتے ہے کیا زمانہ صحابہ میں حدیث کی حثیت محض تاریخی تھی یا دینی ہمارا دعوی ہے کہ زمانہ صحابہ سے آج تک ہر زمانہ میں حدیث کو دینی حثیت حاصل رہی ہے اس دعوے کے ثبوت پر ہمدست دو واقعات پش کرتے ہیں۔ 1 مسئلہ خلافت پر انصار اور مہاجرین کا جھگڑا ہوا مسئلہ خلافت بالکل ایک مذہبی مسئلہ ہے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث الائمۃ من قریش -پش کی تو ساری نزاع ختم ہوگئی۔

نوٹ کیا انتخاب خلیفہ کے وقت یہ حدیث کسی تاریخی واقعہ کے لئے پش ہو ئیہ تھی انصاف 2 تقرر خلافت حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہ نے دعوے وراثت ازدالد بر بناء تعلیم قرآن کیا کون نہیں جا نتا مسئلہ وراثت شرعی مسئلہ ہے اس کے جواب میں حضرت ابو بکر رضی اللہ نے حدیث لا نورث ما ترکنا صدقۃ بتا کر دعوے کا فیصلہ کر دیا۔

یہ دو شہادتیں بتا رہی ہیں صحابہ کرام حدیث کو دینی سند جان کر دینی مسائل اس سے طے کیا کرتے تھے حافظ صاحب نے قائلین حدیث کی چند دلیلیں لکھ کر منکرین کی طرف سے ان پر اعتراضات کیے ہیں اس کے بعد لکھا ہے۔ (قائلین حدیث کو ان کا جواب یا حدیث کی دینی حثیت کا ثبوت قرآن ہی سے دینا چاہیئے کیونکہ وہی فریقین میں مسلم ہے۔ (بلاغ بابت نومبر 31ء سمہ ص 11

پہلا مطالبہ اوریہ مطالبہ الگ الگ ہے پہلے میں صحابہ کرام کا حدیث کو دینی حثیت دینے سے سوال تھا یعنی صحابہ کرام حدیث شریف کو کسی حثیت سے دیکھتے تھے اس لئے اس کا ثبوت حدیث ہی سے ہوسکتا ہے چنانچہ ہم نے دیا دوسرا مطالبہ اس مطلب کا ہے کہ قرآن حدیث کو کیا حثیت دی ہے بحولہ وقوتہ اس مطالبہ کو بھی پورا کرتے ہیں ارباب انصاف غور سے سنیں۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے (وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ سورة الأحزاب ٣٦ ''جائز نہیں ہے کہ جب اللہ اور رسول اللہ ﷺ کسی کام کا حکم دیں تو اس کے کرنے یا نہ کرنے میں کسی مؤمن مرد یا عورت کا اختیار نہیں ہے بلکہ واجب العمل ہے'' اس آیت میں مختصی کے فاعل دو ہیں اللہ اور رسول اللہ ﷺ جمع ہے یا یعنی معبنی جمع ہو لازم آئے گا جو حکم اللہ اور رسول اللہ ﷺ مل کر جاری کریں وہ واجب الاتباع ہو اور جو فقط خدا فقط رسول حکم دین تو وہ واجب الاتباع نہ ہو وھوی کما تری پس معلوم ہوا کہ داؤ معبنی ہے کہ معنی یہ ہے کہ جس امر کی بابت اللہ قرآن میں حکم دے یا رسول بغیر بزبان خود حکم فرمائے اس کے ماننے سے انکار کرنا کسی مومن کا کام نہیں ہے۔

ناظرین یہ ہے حدیث کی حثیت جو قرآن مجید نے مسلمانوں کو بتائی ہے کیونکہ قضا الہی تو یقینا قرآن مجید ہے قضا رسالت پنا ہی سے مرادوہ حکم ہے جو رسول اللہ ﷺ بحیثیت دین ہم کو فرمائیں اور قرآن مجید میں نہ ہو ہم نے ثبوت کا ذمہ لے لیا تھا بغرض تکمیل نصاب شہادت دوسری بھی معروض ہے قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ (فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ سورة النور ٦٣ ''یعنی جو لوگ نبی کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو خوف کرنا چاہیے کہ انہیں کوئی فتنہ پہنچے یا ان کو دردناک عذاب پہنچ جائے۔'' ان آیات کا شروع یوں ہے (لَّا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ) اس لئے سیاق عبارت سے ثابت ہے کہ- لَّا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ میں ضمیر آنحضرت ﷺ کی طرف ہے قرآن مجید امر ہے تو امر رسول اللہ حدیث شریف ہے ان دونوں شہادتوں کو اگر اہل قرآن خواہ مخواہ کی تاویلات کیکہ کے شکنجے میں لاکر قرآن مجید کو چیتاں نہ بنائیں۔

تو فرمان نبوی قرآن مجید سے الگ واجب العمل ثابت ہوتا ہے فا اللہ الحمد۔ حافظ صاحب موسوف فرماتے ہیں ساری بحث تو یہ ہے کہ رسول کا پیغام امت کے لئے قرآن ہے یا حدیث رسول پر قرآن نازل کیا گیا اسی کی تلاوت اسی کی تباع اور اسی کی تبلیغ تعلیم کا حکم دیا گیا رسول نے اس ی کو سنایا اسی کو لکھوایا اسی کو یاد کروا اور اسی پر عمل کیا اس کے اتارنے والے نے اس کی حفاظت کا ذمہ لے لیا کیا حدیثوں کے لئے ان میں سے کوئی ایک بات بھی ثابت کر سکتے ہو حدیثوں کی کیفیت تو یہ ہے کہ جس نے جو دیکھا سنا اس کو بیان کرنا شروع کر دیا یہی باتیں سلسلہ بہ سلسلہ امت میں پھیلیں ایک زمانہ کے بعد تم نے اصول مقرر کرکے ان میں سے کسی کو قابل تسلیم قرار دیا اور کسی کو مسترد قرار دیا کیا جن حدیثوں کو تم نے تسلیم کیا ہے۔ ان کے اوپر کوئی آسمانی مہر سے یا خود رسول اللہ کے سامنے پش کرکے ان کی تصدیق کرائی گئی ہے پھر کس طرح ان کو جزو ایمان یا واجب التسلیم کہنے کا حق رکھتے ہو درآنحالیکہ وہ اصول بھی (جن کے اوپر حدیث کی صحت کا دارو مدار تم نے رکھا ہے یقیني صحت کی ضمانت سے قاصر ہیں رسول اللہ ﷺ نے صرف قرآن پر ہی عمل کیا ہے اور بحیثیت رسالت وہی امت کے لئے ان کا پیغام ہے (بلاغ ص ١٢

اہلحدیث

اگرچہ ہمارے نمبر اول کے بعد اس کے جواب کی ضرورت نہیں کیوں کہ اس نمبر میں ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ صحابہ کرام حدیث شریف کو دینی حثیت دیتے تھے تاہم اس نمبر کا جواب بھی دیتے ہیں حافظ صاحب دیگر منکرین حدیث اس پر بہت زور دیتے ہیں کہ حدیث وحی ہوتی ہے تو قرآن کی طرح اس زمانے میں لکھی جاتی ہے حالانکہ حقیقیت یہ ہے کہ وحی کے لئے لکھا جانے کی ضرورت وہ کسی آیت قرآنیہ سے ثابت نہیں کر سکتے وحی کی حقیقت تو صرف یہ ہے کہ خدا کی طرف سے اطلاع ہو کتابت اس کے مفہوم میں داخل نہیں بلکہ عارض منفک ہے نہ داخل ماہیت ہے نہ لازم ماہیت۔ خیر یہ تو مناظرانہ اصطلاح میں ایک قسم کا منع ہے معاوضہ بھی سنئے قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ (أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نُهُوا عَنِ النَّجْوَىٰ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا نُهُوا عَنْهُ سورة المجادلة ٨ ''کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کانا پھوسی سے منع کیا گیا ہے وہ پھر وہی ممنوع کام کرتے ہیں۔'' اس آیت میں نہوا ماضی مجھول ہے جس کے لئے لازمی ہے کہ اس سے پہلے نجویٰ سے ممانعت آئی ہو واقعہ یہ ہے کہ اس سے پہلے سارے قرآن مجید میں کسی نجویٰ سے نہی نہیں ملتی حالانکہ اس حکایت کا محکی عنہ ہونا چاہیے اہل قرآن جتنے ہمارے مخاطب ہوئے ہیں ان کے کان تو اس علمی سوال سے آشنا نہ تھے جو وہ جانتے کہ حکایت کیا اور محکی عنہ کیا مگر حافظ صاحب جیراج پوری تو یقینا اس سوال کی حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے پس وہی ہم کو بتلادیں کہ اس حکایت نھوا کا محکی عنہ قرآن مکید میں کہاں ہے بناتے ہوئے کہیں جلدی میں –لاخیر فی کثیر من نجواھم نہ پش کردیں ہمارا دوستانہ مشورہ ہے کہ ایسا سادہ جواب دوسرے اہل قرآن کے لئے چھوڑ دیں کیونکہ یہ جملہ خبر اہل علم کے نزدیک- نہوا کا محکی عنہ نہیں بن سکتا فافہم۔

ثابت ہوا کہ یہی نہی جس پر عمل نہ کرنے سے ان لوگوں پر خفگی کا اظہار کیا گیا ہے زبان رسالت سے تھی جس کا نام حدیث ہے حالانکہ وہ مکتوب نہ تھی۔

دوسری دلیل

قرآن مجید میں ذکر ہے کہ نبی ﷺ نے ایک چیز کو ترک کر دیا تھا اور ایک بیوی کو بتا کر اظہار سے منع فرما دیا تھا اس نے اظہار کر دیا نبینے اس کا اظہار کرنا اس کو بتایا تو وہ بولی آپ کو یہ واقعہ کس نے بتایا نبی علیہ السلام نے کہا نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ ''مجھے خدائے علیم وخبیر نے بتادیا'' حالانکہ وہ بتایا ہوا قرآن مجید میں نہیں ہے اور نہ مکتوب ہے تو کیا ہم اس پر یقین نہ کریں کہ خدا کبھی کبھی سوائے قرآن مجید کے اور طرح سے بھی کوئی بات نبی کو بتا دیا کرتا تھا جو نی قرآن میں ہوتی تھی نہ وہ مکتوب ہوتی نہ آج تک مکتوب ہو کر اہل قرآن کے ہاتھوں میں آئی۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ امرتسری